

غور سے نہیں۔ میں صرف آپ کا نظر ہی نہ تھا بلکہ میں لے آپ کے مکان نمبر ۴ میں آئے کی خبر پانے کا اس ہوشیاری سے انتظام کیا ہوا تھا کہ جب آپ نزدیک پہنچے تو میں نے عین وقت پر بول مکھوی۔ اور جس کی بابت مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو گلاس بھر دوں؟“

اسٹورٹ کو واقعات نے تبلیغ پا تھا کہ اس وقت اس کے دنواب کے درمیان جانبازی کا کھیل ہے۔ جس کا کہ ہر ایک پہلو نواب کے فائدہ میں ہے۔ اس لئے اس نے گھر نما مناسب نہ جانکر خاموش ہو۔ اپنا شراب کا وہ گلاس جو اس کو میز بان نئے دیا تھا لے کر لیا۔

وہ زندگا وہ کش ہوں کہ تو کیا سے زہدا
قاضی نے نذر دی مجھے بول شراب کی

اسٹورٹ۔ میں خباب کی مہماں نوازی کا مشکور ہوں۔ مگر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیا انتظام تھا جو آپ نے کیا تھا؟،
نواب۔ بیشک میرے پیارے اسٹورٹ اس بارہ میں مجھوں میں اور تم میں کوئی پروہ نہوتا چاہئے۔ آپ وہ آلمہ دیکھتے ہیں۔

اسٹورٹ نے ٹیلیفون کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

نواب۔ اور یہ کسی بیو پاری کمپنی کا نہیں ہے۔ بلکہ برا ذائقی ہے۔ اور سا سے اسحاق یوسی بوڑھے یہودی کی دوکان سے

چھپے پہنچ جائے۔ اور کسی کمرہ میں چھپ جائے۔ کہ عین اسی وقت دروازہ ایک دم مگر آہستہ سے ٹھل کیا۔ اور جس کے اندر کی طرف ڈی۔ گورن ٹھڑا کو روزشات بجا لایا۔

مسٹر اسٹورٹ میرے خاص صعبولی چھوٹے کرو میں تشریف لا کر سرفراز فرمادیں۔ میں بڑی دیر سے آپ کا منتظر پہنچا ہوں۔ اسٹورٹ نے نواب کی طرف دکھا اور دروازہ سے گذر کر اندر جا ایک طرف ٹھڑا ہو گیا۔ وسط میں میز پر ایک چاندی کے طشت میں دو کانچ کے گلاس اور ایک ٹوٹل شیپیں شراب کی کھلی رکھی رکھتی۔ مگر کمرہ میں سوانے نواب کے اور کوئی نہ رکھا وہ مختصر کرہ بڑی شان و شوکت سے سجا پایا گیا تھا۔ ریشمی پردے اعلیٰ قسم کا فرش اور فرنچر۔ اس کی عمدگی ظاہر کر رہا تھا۔ اور جھپٹ سے ملجنی بیچ میں ایک بڑا اور قیمتی تیل کا بیبپ لٹکا ہوا رکھتا۔ نواب نے دروازہ کو بھیڑا مگر شید نہ کیا۔

اسٹورٹ۔ تعجب سے ادھر ادھر دیکھ کر آپ میرزا انتظار کر رہے سمجھتے خیراں سوال کو ہم دونوں سمجھ جاتے ہیں۔ لیکن یہ میں ضرور کہون گا کہ مجھے آپ کے یہاں بلنے کی آمید نہ رکھتی اور نہ یہ خیال رکھتا کہ آپ میرے انتظار میں ہیں۔

نواب نہیں کر۔ ایک بڑھا آرام کرسی کی طرف اشارہ کرنے ہوئے مسٹر اسٹورٹ آپ بیٹھ جائیں اور جان کو آرام دیں اور

اس سے کم مکلفت پہنچا فی درنہ آپ جسے تیز بیس شخص نے
وبحیہ لیا ہوتا کہ آپ کامیرے قلعہ میں رات کو چوری آنا اور میرے
لمازم کو زخمی کر کے بھاگ جانا آسان بات نہ کھی۔ اور اس
سے میں نے فوراً سمجھ لیا کہ آپ بالکل بیمار نہ تھے۔

اسٹورٹ۔ ایک لمحہ سوچنے لگا کہ کاش میں ہندوستان
کے کسی خیگل میں کسی مجرم کی تلاش کرتا ہوتا۔ کیونکہ نواب
بڑی ہوشیاری سے چل رہا تھا۔ اور اس کے داؤں میں نہ
آتا تھا۔ اس کے عجیار صریف نے اس کا پیغام بر بن کر جانے
اور ذہن میں کوئی کو بہلوش کرنے سے نتیجہ نکال لیا۔ کہ وہ
بیمار نہ تھا۔ واقعی وہ پڑا کھنس گیا تھا۔ کہ لا جواب تھا۔ پر خیزناہم
اس نے خیال کیا کہ جب تک جان ہے لڑے جائے۔

نواب۔ بعض وقت ابتداء ہی مطلب براری کا ذریعہ ہو جاتی
ہے۔ واقعات آپ کو ظاہر کر دیں گے کہ آپ میں جلد باز رکھایا
آپ شاید میں ہی تھا۔ لیکن بہر صورت یہ خوشی ہے کہ ہم دونوں
پھر ایک بار اپنے تاش سے میز پر کھیل دیں گے۔ اچھا آپ ہمکو
مطلوب پر آنا چاہئے۔ آپ اپنا تہییدی کلام کہ میں نے آپ
کو دھوکہ سے دعوت دی اپنے رہتے ہو۔ کہ اول نرسی
ریڈ فرن کو خط کو لکھا۔ جو مجھے یقین تھا کہ وہ آپ کو عذر درخواستی
دوسرے میں نے اسحاق یوسی کو نجھیاں مقرر کیا اور پیش کیا

اس کا تعلق ہے۔ وہ شخص بطور میرے خبر سار کے کام کرتا ہے اور بڑا ہو شیار ہے۔ اس بھیان کتے نے مجھے ابھی خبر دی کہ آپ بخوبی اسلوبی باورچی خانہ کی کھڑکی کی راہ سے مکان میں داخل ہو گئے ہو۔

اسٹورٹ۔ اور میرے خیال میں آسی احاق کے ہاتھ آپ نے مجھے یہ دعوت بھی کھتی۔ پہاں اس کا لمحہ ایسا ہو گیا جیسے ڈڈیل لرٹے وقت دو نوں شخص سلام کر اپنی اپنی تلوایں بیٹھا لیتے ہیں۔

نواب۔ نہ سکر ہاں وہ کھڑکی میں سے اندر آنے کی بھی آسی کی پر فریب تجویز کھتی۔ کہ آپ عنودر خیال کریں گے مکان نمبر ۳ میں کھڑکی کا کھلا رہنا معمولی بات ہے۔

اسٹورٹ۔ ورنہ اخلاقی سے میں اس کو سمجھ سکتا ہوں۔ کیونکہ آپ اُسے پختہ یقین ہو گیا کہ یہ سب کھڑکی کا جال جہاں کھڑی اس کی تک میں بھی کھتی آسی کے واسطے پھیلا یا گیا تھا۔ پھر اس نے پر اشتیاق سوال کیا کہ میں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو یہی دعوت کر نیکا خیال ہی کیونکہ ہوا؟

نواب۔ اپنے حصہ کی شراب پی کر مسکراتے ہوئے میرے سٹورٹ آپ جانتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جب میں نے اپنی موڑ کا م آپ کی شکر م سے نکرائی تو میں لے آپ کو جتنا کہ خیال کیا تھا

خاص تنظام کئے ہوئے جہاز میں انگلینڈ سے جنوبی امریکیہ کو روانہ ہو جاوے گی۔ جس سے تین ماہ بعد میں جا کر ملوٹ گا۔ اور اس کو میں اپنی بیکم بناؤں گا۔

اسٹورٹ (رجلہ دیتے) کیا اس کی رحمات سے چوں؟
نواب۔ جب تک شادی کا وقت آئے وہ ضرور ہٹی ہو جائی
اس جواب نے اسٹورٹ کو اس قدر برانگیختہ کیا کہ قریب تھا
کہ وہ کو دکھا اس کا گلا پکڑتے۔ مگر اس کو فوراً ہی معلوم ہو گیا
کہ وقت اس کے پر خلاف ہے۔ جب مزنا ہی ہے تو سب حال
دریافت ہی کیوں نہ کروں۔ اس نے اس نے اپنے ہنستے
ہوئے دشمن سے کہا۔

اسٹورٹ۔ نواب صاحب آپ کی تجویزیں سب باکل مکمل
ہیں۔ جوہیں میں غیر مکمل نہیں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اول آپ
نے پادری کو قتل کرا یا۔ اور بھر ایک بیگناہ کو گرفتار کرا یا میرے
ایک امیر کی بچاری بھوپالی لڑکی پر زبردستی قبضہ کر بیٹھے
تو بیشک آپ نے پاس مشین چلانے کے لئے واقعی بڑے
اچھے تجربہ کار آدمی ہوں گے۔ مگر یہ پادر ہے۔

ظالم و منظوم پرچھے جائیش نے پیش خدا
اوسمیگر ایک دن روز حساب آئیکو ہو
نواب۔ اس کو ایک مہربانی کی نگاہ سے گھور کر وکھا۔ اور

اسٹورٹ۔ مگر یہ کس نے کیا گیا؟ آپ کو کیا درکار ہے۔ کیا وہ سبب کا بُن ہے؟ یہ سن کر نواب نے تعجب سے اپنی بھویں چڑھا لیں۔ ایک آدھ منٹ تک تو خیال ہوا کہ شاید وہ الکار سکر دیو یا گا۔ مگر وہ وقت گزر گیا تھا۔ اور آخر اس نے یوں کہا۔

نواب۔ مسٹر اسٹورٹ شاید اب تک آپ پہنچنے حواس میں نہیں ہو۔ وہ نہ ایک چالیس گھوڑوں کی جیا، کن الجن جو تباہی کر سکتا ہے۔ وہ بڑا اور بڑا ہے۔ اور آپ مجھے اس سبب کے بُن کی کیا عذر درت۔ جب مجھے آپ خود ملکئے ہو۔

ان جملوں نے اسٹورٹ کے کانوں میں جاتے ہی آئے اس کی بد قسمتی اور روت کی خبر سنائی۔ فسوس وہ آب دینی کی بھی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ خدا جانے اس سے مار دیا یا انتہہ رکھا جاتا ہے۔ اس سبب کے بُن کا اب کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ تاہم اس نے اس کی باتوں سے نذر ہو کر جواب دیا۔

اسٹورٹ۔ اور مجھے یقین ہے کہ مس باست بھی آپ کے قبضہ میں ہے۔

نواب۔ بڑے اہل سے بٹیک مس باست میرے ہی پاس ہے۔ چونکہ آپ خوبے بس جال میں پہنچنے ہو۔ آپ آپ سے کوئی بات چھپانا کچھ فائدہ نہیں۔ آپ کو بٹیک ہر ایک بات معلوم ہونی چاہئے۔ آپ کی رشته دار ایک دور و زمین

کیونکہ کرہ میں وہی دو تھے۔ مگر خدا معلوم وہ کیا طاقت تھی جو مسے باز رکھتی تھی۔ دروازہ تقریباً ایک اتنی جیسا کہ نواب چھوڑ آیا تھا کھلا۔ اُخراستورٹ نے سوچا کہ ووڑ کر دروازہ کی راہ پا ہر نکل جاوے۔ لیکن ساتھ ہی آتے خیال ہگیا کہ نواب بڑا چالاک آدمی ہے۔ عذر بابر بھی کچھ انتظام کر رکھا ہو گا۔ میں اکیلا تین چار آدمیوں سے کس طرح بٹوں گا؟“

نواب۔ اسٹورٹ کا نشانہ تار کر آپ کیوں نہیں چلتے جاتے آپ کا راستہ کھلا ہے۔ سیر ہیوں میں ذرا اندر ہی را ہے خیال رکھنا۔

اسٹورٹ یہ خیال کر کے کہ واقعی نواب کا میرے چھوڑ دینے کا مشتمل ہے۔ اور اگر نہیں بھی ہوا تو اُس کا آئندہ کام ارادہ معلوم ہو جاؤ گیا۔ یہ سوچ کر وہ دروازہ کی طرف پہنچا۔ جیکہ وہیں بیٹھے نواب نے تزویک ہی دیوار میں ایک پنج کو گھوما دیا میں جو ہنی اسٹورٹ نے لو ہے کہ دروازہ کو ہاتھ لگایا وہ تین فیٹ اونچا اونچا ہو چکلا۔ اور ایک منی کے ڈھیر کی ماند پنجے گر پڑا۔

کیا اس کی داد دار محشر نہ دیکھا کچھ
ہمیر غصب جو تھے اتناے نئے نئے

سر ہلایا۔ نہیں اسٹورٹ آپ مجھ کو اس طرح پوئے تو۔ خیر میں آپ کو سب کچھ حرف بحروف بتلاتا۔ اگر اس میں مجھے کچھ لطف ہما۔ کیونکہ آپ اچھی طرح میرے قبضہ میں ہیں۔ بیشک یہ میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے میں اور آپ میں کوئی پروہ نہیں۔ مگر اسٹورٹ میں آپ کو اس قدر بھی بتلانہ نہیں چاہتا کہ آپ کے ہاتھ میں اس رسی کا دوسرا سرا بھی دیدوں۔ جو میرے شرکیوں کو منگوا سکے تو آپ کی رہائی میں ہزار میں ایک حصہ بھی اسید نہیں جو،
اسٹورٹ۔ اور وہ آپ کا ہزار داں حصہ کیا سے؟“

نواب آپ کا اس مکان نمبر ستر سے زندہ نہ لکھنا ہے۔ آپ گویا اچھا خاصہ لڑائی کا جواب مل گیا۔ اسٹورٹ نے فوراً ہی کچھ نہ کہا۔ بلکہ وہ کمرہ کی لمباںی جوڑائی نانپے لگا۔ کمرہ قریباً اٹھارہ فیٹ مستطیل ستحا۔ جن کے آخر میں پروہ وار کھڑکی ہتی۔ جو بال مقابل اس لوہے کے دروازہ کے لھتی۔ جس سے وہ داخل ہوا تھا۔ علاوہ اس کے دیوار میں ایک طرف کوئے میں لوہے کا ایک دروازہ بھی ستحا۔ جو شاید وہ چور دروازہ سمجھا جو دوسری گلی میں کھلتا تھا۔ جس کا کامیس لین سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اور جو در سے نواب آیا جایا کرتا تھا نواب بھی بے غم بیٹھا ہوا اسٹورٹ کے خیالی ٹھوڑوں کی دوڑ و بچھ رہا تھا۔

اسٹورٹ کو خیال ہوتا تھا کہ وہ نواب پر جھپٹ پڑے۔ کیونکہ

کوئی شرط نہیں کر سکتا جس کو میں نے سخت محنت سے
گرفتار کر دیا ہے۔

اسٹورٹ۔ مگر مجھے آپ میری شرطوں کے پورا کرنے کی
ضمانت کیا دیتے ہیں۔؟“

تو اب۔ غصہ سے آپ اس حالت میں ہیں کہ آپ کو فحشات
کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں آپ کو جہاں آپ تھرٹ ہوئے
ہیں وہیں جان سے مار سکتا ہوں۔ اور اگر آپ نے بُن کا پتہ
نہ بتلا پا تو اپنا ہی کروں گما۔

اسٹورٹ۔ بُن آپ کو کچھ فائدہ نہ دیگا جیکہ میں لے لانگڈن
ڈریٹھم سے کہدا یا سخا کہ جس وقت وہ گرفتار ہو جائے تو انی
رہائی کی خاطر اکب سراغ رسائی کو رکھ کر اس بُن پہنے وہی
کی تلاش کرے۔

تو اب۔ اور اس سراغ رسائی کو وہ بات دریافت کرتے
میں تین ہمینے لگیں تھے جو آپ نے اور میں باست نے قدر تی
د اچانک طور پر معلوم کر لی تھی۔ اور فرض کیا اس سراغ رسائی
نے تجھے سراغ بھی دریافت کیا تو وہ کس فائدہ کا جب آپ
جبسا خواہ نہ ہو۔ اور پوں اس کی کوشش بے سود ہو گئی اچھا
اب آخری و فتح پھر پوچھتا ہوں بولو وہ بُن کہاں ہے۔؟“
اسٹورٹ۔ میں تمکو نہیں بتلتا۔

اسٹورٹ۔ میں تھاری یا تیس سن رہا ہوں۔ تم کیا چاہتے

ہو۔ ۵

زمانہ کچھ نظر آتا ہے اب بدلا ہوا ہکو
یہ طاقت جانیوالی بے تعاہتا نیوالی

نواب۔ سید کا بیٹا۔

اسٹورٹ۔ اپنی چیزوں کو دیکھ کر۔ افسوس میں اُسے ساتھ
نہیں لایا۔

نواب۔ یہ میں جانتا ہوں۔ لیکن آپ اپنی جان کے عومن
مجھے نہلا سکتے ہیں کہ وہ کس کے پاس ہے۔ اور اس کے حال
ہونے کا ذریعہ کیا ہے۔

اسٹورٹ بہت دیر سوچتا ہا۔ کہ میرا وہ من مجھے خوش تو
ہے نہیں بلکہ ایک ایسے کمرہ میں قید کر رکھا ہے جسے وہ مرگ
کا کمرہ سمجھتا ہے۔ لیکن جب تک سانس تباہ کر آس شاید
رہائی کی کوئی صورت نکل آئے۔ تو یوں جواب دیا۔

اسٹورٹ مجھے امید نہیں کہ آپ مجھے راز کہنے کے بعد
بھی زندہ جلتے دیں۔

نواب۔ فوراً آہی نہیں۔ آپ کو کم از کم یہاں چھ ہفتے بھڑکنا
پڑے گا جب تک میرا کام جو نہیں نے ہاتھ میں لیا ہوا ہے ختم ہو جائے
مگر میں صاف کہے دتیا ہوں کہ میں اس پادری کی بابت آپ سے

پر بوجہ ریا وہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا سافس ڈر کا جاتا ہے
وہ جھٹ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا
کہ اس نے اپنے آپ کو تخلیف میں ڈالکر کھڑکی کیوں نہ کھول دی
اور کیوں مدد کے واسطے آواز نہ دی۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے
اب قوہ گھرڑی بھر میں ہوش ہونے والا تھا۔ اس کی طاقت
باکل جاتی رہی تھی۔ اور وہ اب ایک تدم بھی نہ اٹھا سکتا تھا۔
لیکن یہ کا یک خود بخود ہوا صاف ہونے لگی۔ اور اس کی چھاتی
دو ماغ پر سے بوجہ آئنے لگا۔ اور دو منٹ کے اندر وہ اپنے
پاؤں بدلنے کی قابل ہو گیا۔ عین اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی^{بھی}
پہنچی۔ پہنچنے والے اس تک پہنچا۔ اور جھڑاں با تیس کرنے کے آکے
کو سحاقم کان سے لگایا جب نواب کی آواز آئی۔ آپ نے
وہ کچھا کہ میں آپ کے ساتھ کیا کر سکتا ہوں۔ کبھی اذیت پہنچانے
کے اور کئی راستے ہیں۔ کیوں اب بھی تبلاؤ گے۔ یا نہیں کہ
وہ بُن کھاں ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کا کیا ذریعہ ہے؟“
اسٹورٹ جس کی پیشانی پر پسندیدہ ہگیا تھا۔ اور جو لرد کھڑا اسے
تھا پہنچ کر سکا۔

اسٹورٹ۔ تنے مجھے مہلت تک نہ دی۔ اور اپنی اذیت
شرع کر دی اس وقت میں ہوش میں نہیں ہوں۔ میرا دماغ
کھٹ رہا ہے مجھے پانچ منٹ کی مہلت دو۔

اس کے بعد ڈیلیفون سے سلسلہ گفتگو توڑ دیا گیا۔ اور یہ باتیں کرنے کا آله رکھ کر کہ میں اور صحراء مہروں سمجھنے لگا۔ کہ مجھ نہ کرنے کا کوئی ذریعہ ٹھوٹ لے۔ ورنہ وہ اس کمرہ میں فاقوں سے ہی مر جائیگا۔ وہ کمرہ کا جائزہ پہنچنے لگا۔ جس میں کہیں بک سوراخ بھی نہ تھا۔ دروازہ یا کھڑکی کو وہ چھوتا نہ تھا اس نے بھلی کے تاروں کی ہلاش کرنا چاہی۔ کہ ان کو سماٹ دے گزر آسے نہ لے۔ کیونکہ عیارِ نواب نے بڑی ہو شیاری سے یا تو ان کو فرش کے بینچے لگا یا تھا یا دیوار میں جایا تھا۔ کہ قبیدی کا ان تک ہاتھ نہ پہنچ جائے۔ وہ اصل بڑی مضبوطی اور فرمی سے پہ کرہ بنایا گیا تھا۔ استورٹ سوچنے لگا کہ آیا یہ نواب کا آول ہی پوشکل قبیدی ہے۔ یا اس میں سے ایک ہے۔ جن کو نواب نے یہاں فریب سے ملوا کر مارا۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ تجھے نکالے۔ آسے چھت گیری کے اوپر دھوکنی چلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی اس کے پھیپھڑے اور دماغ پر کچھ بوجھ پڑتا ہوا معلوم ہوا۔ جس نے اس پر خاہر کر دیا کہ کمرہ صاف ہوا کھینچنے اور زہر لی ہو ادا غل کرنے کی مشین سے مہلک ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے قبیدی جنگ آ کر اپنا حال بتا دے۔ یا تر پڑھ کر مر جائے۔

نگو استورٹ مضبوط دل تھا۔ مگر اس نے دیکھا کہ اسکی جاتی

اس قریب الموت وقت میں آئے خیال آیا کہ اگر خوش قسمتی سے
اس جاں سے جس میں وہ بچھنا پایا گیا ہے نکل جاتا تو ضرور
ستھن کہ شاید ریڈ فرنٹ سے ہمیشہ کی تسلیم دینے والی خوشی دی
مگر یہ وقت ایسی باتیں سوچنے کا نہ تھا۔ اس نے تصویر کو ایک
طرف رکھ دیا۔ اور پھر خیال کرنے لگا کہ یہ ایک بند پنجھرے میں
چوہے کی موت مزنا بہت ہوا ہے۔ اب یوں خاموش بیٹھنے سے
کیا ہوتا ہے۔ اس نے وہ ٹیلیفون کے پاس گیا۔ اور گھنٹی بجا لی تو
تو آواز جس نے جواب دیا وہ نواب ڈی۔ گورن کی نہ تھی۔ بلکہ
وہ اسحاق یہودی کی تھی۔ جو باہر بھابھانی کا کام انہی مچھلی کی روکی
سے کرتا تھا۔ اور جس نے اسے اس موت کے جاں میں بچھنا پایا
اسحاق۔ فرمائیے خباب کیا ہے۔ اور آپ کے اس مرتبہ داچار
کے کام رخانہ کا کیا حال ہے۔؟“

اسٹورٹ۔ اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ قبلہ وہاں نواب ڈی
گورن ہے۔ میں اس سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

اسحاق۔ نواب صاحب ضروری کام کے درستے چلے گئے ہیں
مگر مجھے پورا اختیار دے گئے ہیں اور میں تم سے پوچھنا چاہتا
ہوں کہ تم نواب کے سوال کا جواب دیئے گئے تیار ہو پا نہیں۔

اسٹورٹ۔ استقلال سے نہیں۔ میں اس بات کا جواب دینا
نہیں چاہتا۔ اور یہ میرا آخری جواب ہے۔ اس وقت ٹیلیفون

نواب۔ پانچ کیاوس مشٹ تو۔

اسٹورٹ ٹبلیفون سے سہت کر آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر اس کا جواب تو وہی نہیں میں تھا۔ مگر اس نے مہلت یوں مانگ لی کہ شاید اس عرصہ میں کوئی رہائی کی بخوبی سوچ جائے۔ اسٹورٹ یہ بخوبی سمجھ چکا تھا کہ وہ ٹین کا راز تباۓ یا نہ تباۓ نواب نے جوارا دہ کیا ہے اس کو ضرور پورا کر لیگا۔ اگر وہ ٹین کا نواب سے ذکر کرے تو وہ نرس ریڈ فرن کے قبضہ میں ہے۔ ریڈ فرن کی یا بت نواب کو یہ بتلانا گویا اسکو مکلیف میں پہنسانا ہے۔ جو علاوہ ثبوت دیئے یا حلمنی چپڑی با توں کے اس سے زبردستی حاصل کر لیو گا۔

اوہ نہیں کبھی نہیں چلے ہے۔ میری جان چلی جائے۔ مگر میں نواب کو ریڈ فرن کے پاس ٹین کا ہونا ہرگز نہ بتلانا نکلا آہ وہ پیاری خوبصورت ریڈ فرن جس نے میری اپنوں سے زیادہ خدمت کی۔ میرا وقت بڑی ہنسی خوشی گذرا۔ اور چلنے وقت مجھے اپنی تصویر بھی دی۔ جس کی وجہ پوچھی گئی تو ہنسکر جواب دیا۔ آپ کا انعام کہ آپ لے۔ مجھکو اپناراز دار نہیا۔ میں اسکا احسان کبھی نہ کھونوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے تصویر کو نکالا اور اس کو دیکھکر سرد آہ کھشمی۔ کہ اب وہ اس کا پیارا اور دل کش چہرہ پھر نہ دیکھے کے تھا۔ اور

امان نوازی تلوار کی جھنناہٹ کی آواز جو گھوڑے کی زین سے مکران
تھی اب تک اسکے سماں میں آرہی تھی۔

تیسوال باب

(رڈائی کی ایک مجلس)

آدمی سہتا ہے کیا یا ذمیں نفس مردودِ شفی کے واسطے
ہارست لاک خنگل کے درمیان محافظ کے جھونپڑے میں تہائی اور خاموشی
چھائی ہوئی تھی۔ مگر اسکے پرناول سے پانی جاری تھا۔ اور مینه یوں
موسلا دھار پرس رہا تھا کہ اللہ کی امان۔ جو کسی طرح تھنے ہی میں
نہ آتا تھا۔ ہوا علیحدہ اپنائزور دکھا رہی تھی۔ اور دھتوں کی سائیں سائیں
کی آواز ایک نیا ترانہ گاہر ہی تھی۔ رات اچانک برق دبا دکا طوفان
آٹوڈا تھا جو اسوقت اپنے پورے زونہ پر تھا۔

نواب ڈی گورن نے کچھ خیال نکل ایک خنگلی راستہ سے گذر کر
سیدھا محافظ کے جھونپڑے پر جا گئی تھا۔ وہ دو بلڈاگ اُسے سیدان
کے سرے ہی پر لے۔ جھنوں نے اینی ڈیں میں ہلاکر اُس کا استقبال کیا اور
حکم پاتے ہی اور ہمرا درود تھنے۔ نواب کے گھنکھٹا نے پر جب کوئی
جواب نہ آیا تو وہ جیسے جگہ سے اچھی طرح داقت ہوا۔ اعاظہ میں سے
ہو کر جھونپڑے کے پیچے غلبہ والے گورام کیڑن چلا گیا۔ جہاں پہنچ کر

سے جواب آیا تو خدا تمپر جم کرے۔ اور اس کے بعد چھت گبری پر سے اس خوناک شہین کے چلنے کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ جب استورٹ نے محسوس کیا کہ اس کنفنت زہری ہوا کا اثر بچراں کے پیغمبر دوس اور دماغ پر ہونے لگا ہے اور ادھر شہین خوب زور زور سے چلنے لگی۔ جو یا اب اسے مہلت نہیں مل سکتی۔ وہ آخری مہلت کتنی جو اسے پہنچی تھی۔ اس آخری وقت میں اگر اسے خیال سختا تو وہ نہ ریڈ فرن کا اس کی پیاری صورت اس کی آنکھوں میں کھپ گئی تھی۔ بلکہ اسی شوق میں اس نے میزیر سے اس کی تصویر اٹھائی۔ اور اسے اشتیاق بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ آہ اگر وہ مجھے اس حالت میں خود دیکھتی تو کیا کہتی۔ اور کیا وہ میرے واسطے کچھ کرتی؟ یا کیا وہ اب کچھ کر سکتی ہے؟ او خدا اس طرح مزناپڑی نامردی ہے۔ کیا میں خود کچھ فہیں نہ سکتا ہے نہ زہری ہوا کا آنکن چلتا گیا۔ اور اپنا پراثر اس کی چھاتی اور دماغ پر ہوتا گیا۔ جب وہ اپنی آدھی محلی ہولی آنکھوں سے تصویر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ نیکا کیک اس کا خیال رات کے اس تعقب کی طرف چلا گیا جو اس نے بنگاں کے خیکلوں میں ڈاکوں کے پکڑنے کے واسطے کیا تھا۔ اور جسے وہ اب بھی محسوس کر رہا تھا کہ اس کے کانٹے عرب گھوڑے کے پیٹ میں دھنے جانتے تھے

کام میں اُس نے خوب مدد وی لیکن اب سوال یہ ہے کہ جب ہمارا کام ہو گیا تو ہم اسکو کیا کریں گے؟ دل میں سخت نار و صن ہے۔ جو نہیں وہ میرے ظلم و تکلیف سے چھوٹی ہمارا سارا راز طشت از بام کرنے میں ذرا نہ چُکے گی۔ دونوں آدمیوں نے آنکھوں میں کچھ باتیں کیں اور نواب نے اپنی بھویں چڑھا لائے کوئی پر رکھ کر اشارہ کیا۔ لیکن لوگوں نے سر پلا کر کہا۔

لوگوں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کے لئے ایسا کہہ دیتا آسان ہے۔ کیونکہ حیوقت آپ کا کام ہو گیا تو آپ یہ ملک چھوڑ دو گے۔ اور مجھے تولندن میں رہنا ہے دس سال کوئی ٹری بات نہیں۔ جان ہیکست جب وہ پورے کر آئیگا۔ تو میں اُسے کیا جواب دوں گا۔ اگر اُسے یہ معلوم ہو گیا کہ اُس کا بچہ میرے ہاتھوں غائب ہوا ہے۔ تو وہ فوراً میرا خون ہی پی کے چلا بیٹھے گا۔
نواب۔ مگر حبیث تم تو اس تسلیم کی باتوں سے ٹھنے والے آدمی نہیں ہو۔

لوگوں۔ وہ اور بات لختی۔ اُسیں مجھے آپ کی مدد بھتی۔ اور آپ کے صاف بچایا۔ لیکن اسیں مجھے اکیلا ہی نہیں بڑھایا۔ میں جان ہیکست کو جانتا ہوں۔ آپ نہیں جانتے۔ گوئیں خود بدمعاشوں کا بدمعاش ہوں مگر پورا چھا جان ان کاموں میں میرا چھا ہے۔

نواب۔ تو معلوم ہوا کہ اُسکا رعب تم پر چھا یا ہوا ہے۔ خیر تب

اُس نے دو اونہ پر عجیب طرح سے کبھی آئھتہ اور کبھی زور سے دستک دی گویا ایک طرح کا خفیہ اشارہ تھا۔ جب سختوڑی دیر بعد خود حسپر لومکس نے لئے وہ تنگ دروازہ کھولा۔ اور نواب نے اندر داخل ہو کرہ کے ارو گرد بیگانہ دوڑائی تو اُس سے یہ نظرانہ دکھانی دیا۔ کہ ایک طرف تپائی پر افشار رکھے ہوئے تھے اور نزدیک کا غذوں کا ڈھیر تھا۔ اور دوسری طرف چارلی مہیکٹ حسب معمول طشت پر ٹھبکا ہوا پنا فرض ادا کر رہا تھا۔ تو اُس نے ستی کا ساش بھرا اور کہا۔ حسپر تم آ جکل ٹری محنت میں مشغول ہو۔

حسپر لومکس۔ جو دروازہ کو احتیاط سے بند کر کے آگیا تھا۔ کتنی بھی کوشش کروں اس سے زیادہ نہیں کر سکتا۔

نواب۔ میں کسی وجہ سے کہتا ہوں کہ جبقدر ممکن ہو ہمیں اپنے کام میں جلدی کرنی چاہتے۔ مگر اچھا ہو جو ہم دونوں تنہا ہوں۔ اور چارلی کی طرف دیکھا۔

لوہس۔ سختی سے۔ سیڑھی کی طرف اشارہ کر کے چارلی اپنے کمرہ میں جاؤ۔

نواب نے چارلی کے دبليے پتلے بدن کو دیکھ کر جب وہ چلا گیا تو لومکس سے کہا۔ تم نے تو اسے بالٹل لاغر کر دیا ہے۔ مگر اسید ہے کہ اپنی اوقیان صند کے بعد چھر تو کام کرنے سے اُس نے کبھی اخکانہ کیا ہو چکا ہو گیں۔ ہشکر۔ وہ مزے میں ہے۔ اب کیا صند کرتا۔ گوہارے

نے مجھے اپنے جنم بھومن سے بدر ہو سن پر مجبور کیا۔ میں جنوںی امریکہ میں رہ کر ایک اسٹراف اور زندگانہ زندگی بس کر دیا۔ پر خیر تم ان بال توں کو جانے دد۔ مجھے میرا وہ کام پھر یاد آگیا ہے جسکی خاطر میں مینہ برتے میں بخوار سے پاس اس خیگل میں آیا ہوں۔ لیدھی کرائی بہت شورو غل کر رہی ہے (اتفاقیہ میں نے ایک تدبیر سوچی ہے جس میں یہ جو گمراہ میں اوپر ہے اُنکی ہے)

لوکس۔ مجھے تو معلوم تھا کہ جب اُسے یہ خبر ملے گی تو وہ ایسا ہی کرے گی۔

نواب۔ مگر میں اُسے شورو غل کا موقع نہیں دینا چاہتے۔ جب تک ہمارا وہ کام کاغذ کے اثبار کی طرف دیکھ کر جس پر کہ تم ایسی محنت سے لگے ہو پورا نہ ہو جائے۔ اُسکی قدر تی حسداب کم ہو گئی ہے جب اُسے یہ یقین دلا یا گیا کہ اسکا نتیجہ اُسکے واسطے نواب کی بیکیم بنانے کا ہے۔ اب وہ خاموش ہے مگر جبڑ بھی ہواج رات میں باست کو قلعہ سے نکال دینا چاہتے۔ تاکہ اُسکو یقین آجائے۔ میں نے ایک جہاں مکان انتظام کر لیا ہے جو اسکو لیکر فوراً ہو جائیگا۔ لیکن جہاں پر سولے اقلیں تیار نہیں ہو سکتا۔

لوکس۔ تو کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ میں جا کر میڈیم کرائی کو تسلی دوں؟ لیکن مجھے ایسا کام نہیں ہو سکتا۔

نواب۔ ہنس کر سڑ لوکس تم اس لایق ہو بھی نہیں۔ اور دوسرے

ہمیں کوئی اور تجویز کرنی چاہتے۔ جو میں نے سوچ لی ہے۔ مگر ہماری باتیں تو وہ نہ سُن سکتے گی؟ یہ کہہ کر نواب تپانیٹ کے ایک کونے پر بیٹھ گیا۔

لُوكس۔ اور دیکھ کر۔ نہیں۔ جب تک کہ ہم نہ چلائیں۔
نواب۔ آہستہ سے۔ تو وو سنو۔ آخر اسٹورٹ صاحب ہمارے قابو میں آگئے۔ اور جسے میں کاشٹیں لین میں دوست اسحاق یہودی کے رحم پر چھوڑ آیا تھا اور اسے تائید کر آیا تھا۔ کہ زہری ہوا پھیلانے والی شیئن کو خوب نہ روک کر چلائے کہ بس چٹ پٹ ہی اُسکا کام تمام ہو جائے۔ سوا بھی اسحاق کا تار آیا ہے کہ اُس نے اپنا کام کروایا۔ اور اب ہمیشہ کے واسطے اسٹورٹ ہمارے راستہ سے ہٹ گیا۔ مگر اب یہاں سے جلد جانے کی کمی اور وجہ ہو گئی ہیں۔

لُوكس۔ نواب صاحب کیا آپ اُس پیاری صورت کو ہی سادش میں شامل کئے بغیر نہیں رہ سکتے؟

نواب۔ کے چہرہ پر سیاہی دوڑ گئی۔ مگر اس طرح اپنے پُر فریب لہجہ میں کہا۔ پیارے لُوكس تم فرانسیسی کی طبیعت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مجھے اس خاموش انگریزی کاؤں میں جو کچھ پیش آیا ہے۔ عمر بھرتک یاد رہیگا جسکی وجہ سے بعض وقت مجھے الجھن اور تکلیف ہونے لگتی ہے اور اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ جسموقت ہم نے اپنا اشرفیوں والا کام پورا کر لیا میں تو پہ کر لوں گا۔ اور اپنا فرانش کا علاج جسکے شیوں لین میں کے خطاب